۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ / 09 مئی 2025ء

جنگ میں کامیابی کے قرآنی اُصول

(پاک بھارت جنگ کے تناظر میں)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَةً فَاثۡبُتُوۡا وَاذۡکُرُوا اللّٰهَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ o وَاَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡهَبَ رِیۡحُکُمۡ وَاصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ o [الانفال08:45،46]

قرآنِ حکیم کتابِ ہدایت ہے، جو اِس پر ایمان لائے، اِس کی تعظیم کرے اور اِس پر عمل کی سعادت پائے وہ دُنیا و آخرت میں سُرخرو ہوتا ہے اور جو اِس سے غفلت برتے اُس کے لیے دُنیا و آخرت میں رُسوائی ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللّٰهَ یَرۡفَعُ بِهٰذَا الۡکِتَابِ أَقۡوَامًا وَّیَضَعُ بِهٖ آخَرِیۡنَ۔ ”اللہ تعالیٰ اِس قرآنِ مجید کے ذریعے کچھ قوموں کو سرفرازی و عُروج عطا فرمائے گا اور کچھ کو اِس کے ذریعے ذلیل و رُسوا کر دے گا۔“ (صحیح مسلم، حدیث:817) صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا عروج اور ہماری تنزُّلی اِس حدیث کے گواہ ہیں۔

کتابِ لاریب ایمانیات و عقائد بھی سکھاتی ہے، عبادات و معاملات کے حوالے سے بھی تربیت دیتی ہے اور دیگر اُمور پر راہ نمائی کے ساتھ ساتھ جنگ میں کامیابی کے اُصول بھی عطا کرتی ہے۔ سورۂ انفال میں خَلّاقِ عالَم نے جہاد کے حوالے سے ایسے آداب تعلیم فرمائے ہیں جن کے مطالعہ سے جہاد کا تصوّر بھی واضح ہو جاتا ہے اور جنگ میں کامیابی کا سلیقہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

1) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَةً فَاثۡبُتُوۡا ... ”اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو!“

2) وَاذۡکُرُوا اللّٰهَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ o ”اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو؛ تاکہ تم کامیابی حاصل کرو۔“

3) وَاَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ... ”اور اللہ اور اُس کے رسول کی اِطاعت کرو!“

4) وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡهَبَ رِیۡحُکُمۡ ... ”اور آپس میں جھگڑا / نااتفاقی نہ کرو! ورنہ تم بُزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی (جرأت و قوّت ختم ہو جائے گی)۔“

5) وَاصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ o ”اور صبر کرو! بے شک اللہ (کی مدد) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“ [الانفال08:45،46]

پہلگام واقعہ کو بنیاد بناتے ہوئے پاکستان پر بے جا الزام تراشیوں کے بعد 06 اور 07 مئی 2025ء کی درمیانی شب بھارتی فورسز نے آزاد کشمیر اور پنجاب کے مختلف شہری مقامات کو نشانہ بنایا، جس کے بعد سے پاکستان اور بھارت کے درمیان سخت کشیدگی و جنگ کی فضا ہے اور پاک افواج کے جوان جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر وطن کے دفاع کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں۔

اِن حالات میں جنگ کے حوالے سے قرآنِ حکیم کے عطا کردہ اُصولوں پر عمل بے حد ضروری اور کامیابی کا زینہ ہے۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں اِنہی قرآنی تعلیمات سے متعلق گفتگو کی جائے گی، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

کامیابی کا پہلا اُصول... ثابت قدمی

مالکِ کریم نے مسلمانوں کو جنگ کے وقت جن اُمور کی پابندی کا حکم دیا اُن میں سے پہلا "ثابت قدمی" ہے۔ یعنی جب کفار سے مقابلہ ہو تو حالات کیسے بھی ہوں... بہر حال مسلمانوں کو چاہیے کہ بُزدلی کا مظاہرہ نہ کریں، ڈر کر میدان نہ چھوڑیں، جانی یا مالی نقصان کے خوف سے جہاد کو ترک نہ کریں، بلکہ اسلام کی سربلندی کے لیے ڈٹ کر کفار کا مقابلہ کریں اور انجام اللہ تعالیٰ کے کرم پر چھوڑ دیں۔

جنگ میں فتح کے لیے نفسیاتی طور پر ثابت قدمی اور جرأت کا مظاہرہ ضروری ہے، پھر اِس سے بھی اہم بات یہ کہ جہاد درحقیقت مسلمانوں کی آزمائش ہے اور بہادُری واستقامت کے بغیر آزمائش میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔

جنگِ مُوتہ... ثابت قدمی کی حسین مثال: ہجرت کے آٹھویں سال شاہِ روم کے ایک گورنر نے نبوی قاصد کو شہید کر دیا۔ چنانچہ نبیِ کریم ﷺ نے اُس کے ساتھ جہاد کے لیے تین ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل لشکر روانہ فرمایا۔ جب یہ حضرات مُوتہ (یہ جگہ موجودہ دَور میں اُردن کا ایک شہر ہے) کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ مقابلے کے لیے دو لاکھ فوج جمع ہو چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک طرف اپنے وطن سے دُور، معمولی اسلحہ اور ساز وسامان کے ساتھ فقط تین ہزار افراد... دوسری جانب سپر پاور کی نگرانی میں اسلحہ اور سہولیات سے لَیس دو لاکھ فوج... طاقت کا توازُن اور تقابل کچھ بھی نہیں تھا۔ باہمی مشاورت ہوئی کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ اِس پریشان کُن صورتِ حال میں سیدنا عبد اللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ نے ایسا شاندار کلام فرمایا جو آج بھی ثابت قدمی کا درس دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

- يَاقَوْمِ! وَاللهِ إِنَّ الَّتِي تَكْرَهُوْنَ لَلَّتِي خَرَجْتُمْ تَطْلُبُوْنَ: الشَّهَادَةُ۔ یعنی اے میری قوم! اللہ کی قسم، تم شہادت کی آرزو میں ہی تو گھروں سے نکلے ہو، اب اُس سے ڈرنا کیا؟
- وَمَا نُقَاتِلُ النَّاسَ بِعَدَدٍ وَلَا قُوَّةٍ وَلَا كَثْرَةٍ، مَا نُقَاتِلُهُمْ إِلَّا بِهٰذَا الدِّيْنِ الَّذِيْ أَكْرَمَنَا اللهُ بِهٖ۔ یعنی ہم دشمنوں سے کبھی بھی تعداد، طاقت اور کثرت کے بَل بوتے پر جنگ نہیں کرتے، ہم تو اِس دین کے سہارے جہاد کرتے ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزّت عطا فرمائی ہے۔
- فَانْطَلِقُوْا، فَإِنَّمَا هِيَ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ: إِمَّا ظُهُوْرٌ وَإِمَّا شَهَادَةٌ۔ یعنی سینہ تان کر میدان کی طرف چلو! دو بھلائیوں میں سے ایک نصیب ہو جائے گی: یا تو اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا یا جامِ شہادت نوش کر کے سُرخرو ہو جائیں گے۔

یہ ایمانی گفتگو سُن کر سب نے کہا: قَدْ وَاللهِ صَدَقَ ابْنُ رَوَاحَةَ۔ قسم بخدا! عبد اللہ بن رَواحہ بالکل سچ فرما رہے ہیں۔

(سیرتِ ابن ہشام، ج:2، ص:375، مصطفی البابی۔ المعجم الکبیر للطبرانی، ج:13، ص:181، رقم:428)

بعض لوگ جنگ کے وقت جانی ومالی نقصان وغیرہ کی باتیں سُنا سُنا کر ڈراتے رہتے ہیں... ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہیے۔ خود بھی دلیر بنیں اور دوسروں تک بھی وہ خبریں پہنچائیں جن سے اُن کی ڈھارس بندھے اور وہ رحمتِ الٰہی سے پُر اُمّید ہو کر استقامت کا مظاہرہ کریں۔

کامیابی کا دوسرا اُصول... کثرتِ ذکرِ الٰہی

ربِّ کریم نے مسلمانوں کو جنگ میں کامیابی کا دوسرا اُصول یہ سکھایا کہ "کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہنا!"

یادِ الٰہی کے حکم میں دو باتیں شامل ہیں:

i. دل اُس کی یاد سے آباد رہیں اور زبانوں پر اُس کا ذکر جاری ہو... نمازیں پڑھیں، قرآنِ مجید کی تلاوت کریں، تکبیر و تہلیل کی کثرت کریں اور زیادہ سے زیادہ دُرودِ پاک کے نذرانے پیش کریں۔

ii. بارگاہِ الٰہی میں اسلام کی سربلندی، مسلمانوں کی کامیابی اور کفار کے ذلیل و رُسوا ہونے کی دُعائیں کریں۔[1]

جنگ میں کامیابی کے لیے ذکرِ الٰہی کی کثرت اِس لیے ضروری ہے کہ فتح و سرفرازی محض اللہ تعالیٰ کی مدد اور اُس کی رحمت سے ہی ہوتی ہے؛ لہٰذا اسباب اختیار کر کے نظر مسبِّبُ الاسباب پر رکھنا کامیابی کا ذریعہ ہے۔ میدانِ جہاد میں فوجی جوانوں کے نعرے اِس حکم پر عمل کی ایک حسین صورت ہیں۔[2]

آیتِ کریمہ سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ جنگ کے موقع پر کئی کئی گھنٹے خبریں سننے میں مشغول رہنا، ہر وقت حالات پر تبصرے کرتے رہنا اور ہمہ وقت فون پر نظریں جمائے رکھنا فضول کام ہے، اِس کے بجائے زیادہ سے زیادہ ربِّ کریم کو یاد کرنا چاہیے۔

اُسوۂ حسنہ: نبیِ کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ میں ثابت قدمی اور یادِ الٰہی کی حسین مثالیں ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن ابی اَوفٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ کے موقع پر فرمایا: أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ،[3] فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا۔ یعنی "اے لوگو! دشمنوں سے مقابلے کی تمنّا نہ کرو! اور اللہ تعالیٰ سے عافیت و سلامتی مانگو! (دُعا کرو کہ ربِّ کریم خود تمہیں دشمنوں کے شر سے کفایت فرمائے) تاہم جب دشمنوں سے مقابلہ ہو تو ڈٹ کر راہِ خدا میں جہاد کرو!"

رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا: وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ۔[4] "اور جان لو کہ بلاشبہ جنّت تلواروں کے سائے میں ہے (اگلے مورچوں / پہلی صفوں / خطرناک مقام میں اسلحہ سے جہاد کرنا جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے)۔"

---

[1] وَالْقَوْلُ الثَّانِيْ: أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ هٰذَا الذِّكْرِ الدُّعَاءُ بِالنَّصْرِ وَالظَّفَرِ؛ لِأَنَّ ذٰلِكَ لَا يَحْصُلُ إِلَّا بِمَعُوْنَةِ اللهِ تَعَالٰى۔ (تفسیرِ کبیر، زیرِ آیت)

[2] نعرۂ تکبیر کے ساتھ محبوبانِ خدا کے نعرے لگانا بھی حقیقت میں ذکرِ الٰہی ہی ہے؛ کیونکہ مسلمان اُنھیں اللہ تعالیٰ کا پیارا سمجھ کر ہی اُن کا نام لیتا ہے۔

[3] أَيْ: أُطْلُبُوْهُ كِفَايَةَ شَرِّ الْأَعْدَاءِ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 3930)

[4] وَإِنَّمَا ذَكَرَ السُّيُوْفَ؛ لِأَنَّهَا أَكْثَرُ آلَاتِ الْحُرُوْبِ۔ (أیضًا)

ثابت قدمی کے درس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کثرتِ ذکر کے حکم پر عمل کرتے ہوئے کھڑے ہو کر بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی:

اَللّٰهُمَّ! مُنْزِلَ الْكِتَابِ[1] وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ! اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔ "اے اللہ! قرآنِ حکیم کو نازل فرمانے والے! بادلوں کو چلانے والے! اور کفار کے لشکروں کو بھگانے والے! دشمنوں کو شکست دے اور اُن کے خلاف ہماری مدد فرما!

(صحیح بخاری، حدیث:2966۔ صحیح مسلم، حدیث:1742)

اِس حسین دُعا میں ربِّ کریم کے تین اوصاف کا تذکرہ ہے: قرآن نازل فرمانا، بادلوں کو چلانا و اُن سے بارش برسانا اور اپنی مدد سے کفار کے بڑے بڑے لشکروں کو شکست دینا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تربیت فرمائی کہ ربِّ کریم کی عظیم قدرت وطاقت کا تذکرہ کر کے اُس سے فتح کی التجا کی جائے۔ (دیکھیے تبیان الفرقان، ج:2، ص:723، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

اگر ہم یہ خوب صورت دُعا عربی یا کم از کم اُردو میں یاد کر کے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی اِس کا شوق دلائیں تو یہ ہماری طرف سے پاک فوج کی کامیابی کے لیے ایک طرح کا عمدہ تعاوُن ہو گا۔

دُعا کی ترغیب: مذکورہ آیتِ مبارکہ بھی جنگ کے موقع پر کثرت سے بارگاہِ الٰہی میں دُعائیں کرنے کا حکم دیتی ہے اور احادیثِ کریمہ سے بھی اِس کی تربیت ملتی ہے۔

جب مسلمان بے سروسامانی کے عالَم میں میدانِ بدر تک پہنچے تو سرورِ عالَم ﷺ کی گریہ وزاری سے بھرپور دُعاؤں میں سے ایک یہ بھی تھی: اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ بِخُيَلَائِهَا وَفَخْرِهَا، تُحَادُّكَ وَتُكَذِّبُ رَسُوْلَكَ، اَللّٰهُمَّ فَنَصْرَكَ الَّذِيْ وَعَدْتَنِيْ، اَللّٰهُمَّ فَأَحِنْهُمُ الْغَدَاةَ۔ یعنی "اے اللہ! یہ قُریش اپنے تکبُّر اور فخر کے ساتھ آئے ہیں، تیرے دشمن بن کر اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہوئے۔ اے اللہ! تُو نے مجھ سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے، اُسے پورا فرما اور مدد عطا کر دے! اے اللہ! کل اِن کافروں کو ہلاک کر دے۔" (دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:3، ص:35، دار الکتب العلمیۃ۔ سیرتِ ابن ہشام، ج:1، ص:621)

اِن حسین دُعاؤں کی قبولیت کا مُژدہ سناتے ہوئے باری تعالیٰ نے قرآنِ حکیم کی آیتِ کریمہ [الانفال 9:8] بھی نازل فرمائی اور بدر میں مسلمانوں کو شان دار فتح سے بھی نوازا۔

تربیت: دین سے بیزار / لبرل لوگ جنگ کے موقع پر دُعا کرنے سے متعلق کئی اعتراضات کرتے ہیں، بلکہ دُعاؤں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اُنھیں اِن آیات واحادیث سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ یہ بات درست ہے کہ بعض اوقات کسی حکمت کے تحت یا انسان کے اعمال کی سزا میں دُعا اُس طرح قبول نہیں ہوتی جس طرح وہ چاہتا ہے، مگر اِس بنیاد پر دُعا چھوڑ دینا یا اُس کا مذاق اُڑانا بڑی بد نصیبی ہے۔

---

[1] أَيْ: يَا مُنْزِلَ الْقُرْآنِ۔ (عمدۃ القاری، تحت الحدیث)

کامیابی کا تیسرا اُصول... اللہ، رسول کی اطاعت

جنگ میں کامیابی کے لیے تیسری اہم قرآنی ہدایت ہے: ”اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو!“

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ کے احکام کی بجاآوری اِس قدر ضروری ہے کہ ربِّ کریم نے جہاد میں بھی اِس پر سختی سے کاربند رہنے کا حکم فرمایا۔ مفسرینِ کرام نے لکھا: جنگ کے دوران اطاعت و فرماں برداری کا ذکر اِس لیے بھی ہے کہ اِس کی برکت سے فتح نصیب ہوتی ہے۔[1]

اطاعت کا درجہ: نبیِ کریم ﷺ نے جنگِ مُوتہ کے لیے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو روانہ فرمایا، اُن کی روانگی جمعۃ المبارک کے دن صبح کے وقت ہوئی۔ دربارِ نبوی کے مقبول شاعر سیدنا عبد اللہ بن رَواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ مَیں نبیِ کریم ﷺ کی اقتدا میں جمعہ ادا کر کے چلا جاؤں گا اور تیز رفتاری سے مجاہدین تک پہنچ جاؤں گا۔ چنانچہ اُنھوں نے نمازِ جمعہ مسجدِ نبوی شریف میں ادا کی۔

نماز کے بعد سیدِ عالم ﷺ نے اُنھیں دیکھا تو پیچھے رہ جانے کی وجہ پوچھی، اُنھوں نے عرض کی: أَرَدْتُّ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ ثُمَّ أَلْحَقَهُمْ۔ یعنی مَیں نے چاہا کہ آپ کے ساتھ نماز ادا کر لوں، پھر روانہ ہو کر اُن تک پہنچ جاؤں۔

سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اطاعت میں سُستی یا کسی دُنیاوی مفاد کے لیے نہیں رُکے تھے، بلکہ اُن کی نیت اچھی تھی، وہ دُگنا ثواب حاصل کرنا چاہتے تھے، کہ نبیِ کریم ﷺ کی اقتدا میں نمازِ جمعہ بھی نصیب ہو جائے اور جہاد بھی... مگر رسول اللہ ﷺ نے اطاعت کی اہمیت سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ مَا أَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ۔ یعنی ”جو ثواب اُن مجاہدین کو اِطاعت کرتے ہوئے صبح سویرے جانے سے ملا ہے اگر تم ساری دُنیا کا مال خرچ کر دو تو بھی اُن مجاہدین والا اجر حاصل نہیں کر سکو گے۔“

(جامع ترمذی، حدیث: 527۔ مسند احمد، حدیث: 1966)

مزید ارشاد فرمایا: لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔ یعنی ”دن کے ابتدائی یا آخری حصّہ میں ایک مرتبہ راہِ خدا میں نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث: 36965، ورواہ البخاری عن أنس مرفوعًا، رقم: 2792)

تربیت: جنگ میں اِطاعت کے حکم سے اُن لوگوں کی بھی تردید ہوتی ہے جو جہاد کے نام پر مسلمانوں کو شہید کرتے ہیں، اطاعت کے بغیر کوئی جہاد نہیں اور اِطاعت اِسی میں ہے کہ خونِ مسلم کا احترام کیا جائے۔ نیز اِس میں ہم جیسوں کے لیے بھی درسِ ہدایت ہے جو اطاعت و فرماں برداری سے غافل ہیں، سوچنا چاہیے کہ اگر حالتِ جنگ میں نافرمانی سخت نحوست و بے برکتی لاتی ہے تو امن و قرار میں حکم عُدولی کی تباہی کس قدر ہو گی!

---

[1] وَذٰلِكَ بَعْضُ مَا يُسْتَعَانُ بِهٖ فِي الْحَرْبِ۔ (تأويلات أهل السنة [تفسير الماتريدي]، تحت الآية)

کامیابی کا چوتھا اُصول... اتحاد واتفاق

جنگ میں سرفرازی وکامیابی حاصل کرنے کا سلیقہ سکھاتے ہوئے اطاعت کے حکم کے بعد ربِّ کریم نے چوتھا اُصول ذکر فرمایا: وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ... یعنی آپس میں جھگڑا/ نااتفاقی نہ کرو! ورنہ تم بُزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی (جرأت وقوت ختم ہو جائے گی)۔"[الانفال8:46]

مفسرین نے لکھا:[1] ایک ہی آیتِ کریمہ میں اطاعت اور اتّحاد... دونوں کے حکم سے معلوم ہوا کہ:

1) اللہ، رسول ﷺ کی اِطاعت کریں تو باہمی تنازعات نہیں ہوتے... نافرمانی کے نتیجے میں ہی اختلافات اور لڑائیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ سربراہِ مملکت سے لے کر عوام تک... سبھی کو چاہیے کہ دینی تقاضوں کو پورا کریں اور شریعتِ مطہرہ پر عمل کریں، اِس کی برکت سے سیاسی، لسانی، صوبائی اور قبائلی... سبھی تنازعات حل ہو جائیں گے۔

2) باہمی جھگڑوں کے نتیجے میں بُزدلی وکمزوری بھی پیدا ہوتی ہے اور طاقت وشوکت بھی ختم ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ تمام سیاسی قائدین اور اثرورُسوخ کے حامل دیگر افراد کو چاہیے کہ وسیع تر قومی مفاد میں اپنے اختلافات کو بھلا دیں... خصوصًا حالتِ جنگ میں اپنے مفادات کو قربان کر کے اتفاق واتحاد کا مظاہرہ کریں اور پاک فوج کے شانہ بشانہ دشمن کے عزائم کو خاک میں ملائیں۔

صحابہ کا طرزِ عمل: صحابۂ کرام علیہم الرضوان ہدایت کے ستارے ہیں، اُن کی مبارک سیرتیں ہمیں زندگی کے ہر پہلو پر راہ نمائی فراہم کرتی ہیں۔ اختلافِ رائے کے حوالے سے بھی اُن کا طرزِ عمل مَشعلِ راہ ہے۔ دلائل کی بنیاد پر فقہی مسائل میں اُن کی رائے ایک دوسرے سے مختلف ہو جاتی تھی، یوں ہی سیاسی اُمور میں بعض اوقات اُن کی فکر الگ الگ ہو جاتی تھی، مگر لطف یہ ہے کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی رِضا کے طلب گار تھے؛ لہٰذا اُنھوں نے کبھی بھی دشمنانِ اسلام کو اپنے اختلاف سے فائدہ اُٹھانے کا موقع نہیں دیا، بلکہ وہ ہمیشہ دینی تقاضوں اور اُمّت کے مفاد کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔

امیر المؤمنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر کسی حکمت کے تحت جہاد کے دوران سیف اللہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکرِ اسلام کی سربراہی سے معزول کرنے کا حکم بھیجا، اگر اُنھیں ہماری طرح دُنیاوی لالچ ہوتا تو دورانِ جہاد سخت نااتفاقی اور لڑائی ہو جاتی، مگر اُنھوں نے اتحاد کے حکم کو اِس شان کے ساتھ پورا کیا کہ جب سیدنا خالد کو معزولی کا پیغام ملا تو وہ کہنے لگے: سَمْعًا وَطَاعَةً لِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مَیں نے امیر المؤمنین کا حکم سُنا اور اُس کے سامنے گردن جھکا دی۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج:7، ص:23، دار احیاء التراث)

---

[1] دیکھیے خزائن العرفان، زیرِ آیت

کامیابی کا پانچواں اُصول... صبر

جنگ میں فتح و کامیابی کے لیے مالکِ مہربان نے پانچویں بات کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ o

"اور صبر کرو! بے شک اللہ (کی رحمت و نُصرت) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

صبر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان کی جو خواہش و چاہت ہے صورتِ حال اُس کے مطابق نہ ہو، پھر بھی انسان مشقّت برداشت کر کے خود کو شریعت و عقل کے تقاضوں کا پابند رکھے۔ جہاد میں صبر کا مفہوم یہ ہوا کہ خدانخواستہ اگر مشکلات آئیں، مثلاً:

- جانی یا مالی نقصان ہو جائے
- بظاہر حالات دشمن کے موافق معلوم ہوتے ہوں
- تعداد یا اسلحہ کی کمی ہو
- موسمی یا دیگر معاملات کے حوالے سے کوئی پریشانی ہو

بہر صورت انسان کے دل پر خوف و گھبراہٹ کا غلبہ نہ ہو، زبان پر شکوہ و شکایت کے الفاظ نہ آئیں، بدن دینی تقاضوں کے خلاف نہ چلے... بلکہ دل مطمئن اور اللہ تعالیٰ کی رِضا پر راضی رہے، زبان پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (یعنی اللہ ہی ہمارا مالک ہے اور ہم اُسی کی طرف لوٹیں گے) جیسے حسین کلمات ہوں اور بدن دینی تقاضوں کو پورا کرنے میں مصروف رہے۔

جن خوش نصیبوں کو صبر کی توفیق مل جائے اُن کی تعداد کم بھی ہو تو نُصرتِ الٰہی سے کامیابی اُن کے قدم چومتی ہے۔ ارشاد ہے:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ "بہت مرتبہ اللہ کے حکم سے چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب آجاتی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" [البقرۃ 02:249]

اُسوۂ حسنہ اور سیرتِ صحابہ: سرورِ عالَم ﷺ کے اُسوۂ مبارکہ اور آپ کے اصحابِ ذیشان علیہم الرضوان کی مبارک سیرتوں سے جہاد میں صبر و تحمل اور استقامت کا بہترین سبق ملتا ہے۔ اُنھوں نے ایسے ایسے کٹھن مراحل کو مسکراتے چہروں کے ساتھ طے کیا جو ہماری سوچ سے بھی بالاتر ہیں۔ بھوک کا یہ عالَم ہو کہ پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہوں، مگر خندق کی کھدائی جاری رہے... وسائل کی کمی کے سبب جسم چھپانے کے لیے فقط ایک تہبند ہی دستیاب ہو، پھر بھی میدانِ اُحد کی پہلی صفوں میں شامل ہو کر جہاد کریں... احرام باندھ رکھے ہوں، مگر بیعتِ رضوان والے نبیِ کریم ﷺ کے دستِ مبارک پر خون کے آخری قطرے تک جہاد کی بیعت کریں... سواریاں میسّر نہ ہوں اور غزوۂ ذاتُ الرِّقاع میں پیدل چل چل کر پاؤں زخمی ہو جائیں، مگر جہاد سے انکار نہ ہو... جسم پر 70 سے زیادہ زخم لگنے کے باوُجود پیٹھ پھیر کر بھاگنے کا تصوّر بھی نہ کریں... صبر و استقامت کی یہ حسین مثالیں ہمارے لیے عالی شان نمونہ ہیں۔

حرفِ آخر: آزمائش کا دُستور اور نُصرتِ مَوعُود

ربّ العالمین ایسا قادِر ہے کہ کائنات کا کوئی بھی ذرّہ اُس کی قدرت سے باہَر نہیں اور وہ ایسا بے نیاز ہے کہ اُسے کسی کی بھی محتاجی نہیں۔ وہ کُن سے سب کچھ کر سکتا ہے اور مخلوق میں جس سے بھی چاہے کام لے سکتا ہے... تاہم اُس کا قدیمی دُستور ہے کہ وہ مختلف اُمور کے ذریعے مسلمانوں کو آزماتا ہے، یوں کھوٹوں اور کھروں کو ظاہر فرما دیتا ہے۔ جو آزمائش میں اُس کے حکم کو پورا کریں وہ اُنھیں ایسا نوازتا ہے کہ فرشتے بھی اُن پر رشک کرتے ہیں اور جو امتحان میں معاذ اللہ اُسے ناراض کر بیٹھیں دُنیا و آخرت میں اُن کا حال عبرت انگیز اور خوفناک ہوتا ہے۔

آزمائش کی ایک صورت جہاد بھی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے اسلام کی سربلندی کی خاطر دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کرنا۔[1] اِس حوالے سے ارشادِ ربّانی ہے: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ۔ "اور ہم ضرور تمہارا امتحان لیں گے، حتّٰی کہ ہم تمہارے مجاہدین اور صبر کرنے والوں کو ظاہر کر دیں گے اور ہم تمہاری خبروں کو پرکھ لیں گے۔" [محمد 31:47]

جو خوش نصیب جنگ کے حالات میں اللہ کریم کی رِضا کے طلب گار رہیں اور قرآن و سنّت کے احکام پر عمل کریں باری تعالیٰ ضرور اُن کی مدد فرماتا ہے اور کامیابی اُن کے قدم چومتی ہے۔

اِس وقت مَملکتِ خداداد پاکستان بھی حالتِ جنگ میں ہے، پڑوسی ملک بھارت نے 06 اور 07 مئی کی درمیانی شب ہمارے اُوپر ایک جنگ مسلّط کی ہے، جس میں کامیابی کے لیے ہمیں بارگاہِ الٰہی سے مدد کی اُمّید بھی ہے اور اُس کے حضور التجاء و دُعا بھی۔

اِس جنگ میں نُصرتِ الٰہی کے ذریعے کامیابی و سرفرازی حاصل کرنے کی خاطر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اِس حوالے سے قرآنِ مجید کی متعدِّد آیاتِ طیبات ہماری راہ نمائی کرتی ہیں۔

آج کے خطبہ میں سورۂ انفال کی آیات: 45 اور 46 کی روشنی میں کامیابی کے پانچ اُصول ذکر کیے گئے ہیں، یہ ربِّ کریم کی مدد حاصل کرنے کے اہم ذرائع ہیں، جنھیں جنگ کے وقت اختیار کرنے کا خود خالقِ کائنات جلّ مَجدہٗ نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا ہے:

1) جہاد میں "ثابت قدمی" اختیار کریں۔ یعنی کفار سے مقابلے میں بُزدلی کا مظاہرہ نہ کریں، خوف زدہ ہو کر میدان نہ چھوڑیں، جانی یا مالی

---

[1] یاد رہے کہ اگر لڑائی سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہو یا اسلام کی سربلندی کے علاوہ کسی بھی مقصد کے لیے لڑائی ہو تو وہ ہرگز جہاد نہیں۔
عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: اَلرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً، فَأَيُّ ذٰلِكَ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ۔ (صحيح البخاری، رقم الحديث: 7458)
پاکستان دار الاسلام ہے، رِضائے الٰہی کے لیے اِس کی حفاظت کی خاطر جنگ کرنا ضرور جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

نقصان کے اندیشہ سے جہاد کو ترک نہ کریں، بلکہ اسلام کی سربلندی کے لیے ڈٹ کر دُشمنانِ اسلام سے جہاد کریں۔

2) جنگ کے دوران کثرت سے ربِّ کریم کو یاد کریں۔ یعنی:

i. دلوں کو اُس کی یاد سے آباد رکھیں اور زبانیں اُس کے ذکر سے تَر ہوں... نمازیں پڑھیں، قرآنِ مجید کی تلاوت کریں، تکبیر و تہلیل کی کثرت کریں اور زیادہ سے زیادہ دُرودِ پاک کے نذرانے پیش کریں۔

ii. نیز بارگاہِ الٰہی میں اسلام کی سربلندی، مسلمانوں کی کامیابی اور کفار کے ذلیل ورُسوا ہونے کی دُعائیں کریں۔

3) اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کریں اور حالتِ جنگ میں بھی کوئی ایسا کام نہ کریں جو دینی تقاضوں اور شرعی احکام کے خلاف ہو۔

4) اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کریں۔ چنانچہ وسیع تر قومی مفاد میں تمام ذاتی وسیاسی اختلافات کو بھلا کر پاک فوج کے شانہ بشانہ دشمن کے عزائم کو خاک میں ملائیں۔

5) صبر سے کام لیں اور خدانخواستہ کوئی مشکل پیش آئے یا نقصان ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کی رِضا پر راضی رہیں اور زبانوں کو شکوہ وشکایت کے الفاظ سے محفوظ رکھتے ہوئے استقامت کا مظاہرہ کریں۔

پاکستان کی حفاظت کے لیے پاک افواج کی کارکردگی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے زبان سے بے ساختہ حمّاس کے مجاہدین کی خاطر بھی داد و تحسین کے کلمات نکلتے ہیں، جو اُمّت کی بے حسی و بے حمیّتی کے باوجود بیت المقدس کی حفاظت کے لیے جرأت واستقامت کی ایک نئی تاریخ رقم کررہے ہیں۔

شرعی مسئلہ: جب مسلمانوں پر کوئی بڑی مصیبت آن پڑے تو نمازِ فجر میں اُس کے حوالے سے دُعا کرنے کی اجازت ہے۔ اِسے قنوتِ نازِلہ کہا جاتا ہے۔ اِس کا طریقہ یہ ہے کہ فجر کی دوسری رکعت میں تلاوت کے بعد رُکوع میں جانے سے پہلے امام اور مقتدی کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہیں اور پھر ہاتھ باندھ کر آہستہ بارگاہِ الٰہی میں مُصیبت سے چھٹکارے اور دشمنانِ اسلام پر فتح کے لیے عربی میں کوئی دُعا پڑھیں۔ اگر مقتدی دُعا نہ پڑھ سکیں تو آہستہ سے آمین کہتے رہیں۔

(دیکھیے: فتاوٰی رضویہ، ج:7، ص:530، م:1102، رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ۔ بہارِ شریعت، ج:1(ب)، ح:4، ص:662، م:14)

اللہ تعالیٰ سرورِ کونین ﷺ کے صدقے میں تمام بلادِ اسلامیہ کی حفاظت فرمائے اور مجاہدینِ اسلام کو کامیابی سے سرفراز فرمائے! خصوصًا بیت المقدس کے تحفظ کی خاطر کاوشیں کرنے والے غیور مسلمانوں اور وطنِ عزیز پاکستان کی رکھوالی کرنے والے بہادُر جوانوں کو اپنی خاص مدد سے نوازے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ!